# سورۂ کافرون

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں چھ آیتیں ہیں

---

**ماقبل سے ربط** اس سورت شریفہ کا ربط اور مناسبت ماقبل سورت سے اس طرح ہے کہ ماقبل سورت میں ارشاد ہوا تھا۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ ۔ یعنی خالصاً اپنے پروردگار سبحانہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھا کیجئے۔ مطلب یہ کہ ہر عبادت محض اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی ادا کی جانی چاہئے۔ لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے نہیں جیسا کہ منافقین کی عادت ہے کہ ان کی عبادت ریاکاری کے لئے ہوتی ہے تاکہ لوگ ان کو عابد زاہد خیال کریں اور لوگوں میں اس کا چرچا ہوتا رہے کہ فلاں شخص بڑا ہی عابد زاہد ہے۔ اللہ سبحانہ کے پاس ایسی ریاکارانہ کی عبادت مقبول نہیں۔ نہ اس پر کوئی جزا مترتب ہوگی۔ بلکہ ایسے شخص سے کہہ دیا جائے گا کہ جس کی خاطر یہ عبادت کی گئی تھی اسی سے اس کا صلہ حاصل کر لیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے جزا ایسے عبادات کی ملیگی جو

خالصاً لوجہ اللہ ادا کی گئی ہوں۔ اب اس سورت شریفہ میں حکم ہو رہا ہے کہ تمام عبادات مخلصانہ ہونے اور محض اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہونے کا اعلان کر دیجئے۔ ریاکاری شرک خفی ہے مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کے احکام ہیں۔ یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان کی ہر عبادت اخلاص للہ کے ساتھ ہو۔

**سورۂ کافرون کے دوسرے نام**

سورت کافرون کا دوسرا نام سورۂ مُقَشْقِشَہ ہے حضرت زرارہ بن اوفیٰ رضی فرماتے ہیں:- وھو من قشقش المریض اذا صح وبرأ۔ (ابن ابی حاتم) مقشقشہ کا لفظ عرب کے اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ جب کوئی بیمار صحیح و تندرست ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں قشقش المریض۔ یعنی بیمار اچھا ہو گیا۔ اس کا مرض دور ہو گیا" چونکہ یہ سورت شریفہ بھی اس کی تلاوت کرنے والے کو شرک و نفاق کی قلبی بیماری سے دور رکھتی ہے اس لئے اس کا نام مقشقشہ رکھا گیا۔ جمال القراء میں اس کا تیسرا نام سورۃ العبادۃ بھی لکھا ہے۔ یعنی مخلصانہ عبادت کی رہنمائی کرنے والی سورت" نیز اس کا چوتھا نام سورۂ اخلاص بھی بتایا گیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس میں اعلان ہے خالصاً لوجہ اللہ عبادت کرنے کا۔ معلوم ہے کہ کسی کے ایک سے زیادہ نام ہونا اسکی

فضیلت کی علامت ہے۔

## سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص میں ربط

یہی وجہ ہے کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سورت شریفہ کو مشہور و معروف سورۂ اخلاص قل ھو اللہ احد کے ساتھ ملا کر تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی نفل نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔ رمقت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمسا وعشرین مرۃ وفی روایۃ شھراً فکان یقرأ فی الرکعتین قبل الفجر والرکعتین بعد المغرب بقل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔ (امام احمدؒ ترمذی بروایت حسن نسائی ابن ماجہ ابن حبان وغیرہم) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پچیس دفعہ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مہینے تک مسلسل ٹکٹکی لگا کر خوب غور اور توجہ کے ساتھ دیکھتا رہا کہ آپ فجر کے پہلے کی دو رکعتوں میں (جو تمام سنت موکدہ نمازوں میں آکد اور سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اور جن کو بعض ائمہ نے واجب کے قریب بتلایا ہے) اور مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں (سنتوں میں) قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کی تلاوت فرماتے رہے۔"

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔ انہ علیہ الصلاۃ والسلام کان یقول نعم السورتان ھما یقرأت فی الرکعتین قبل الفجر قل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔ (ابن ماجہ) حضور سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام فرمایا کرتے تھے وہ دو سورتیں بہت ہی اچھی سورتیں ہیں جو فجر کے پہلے کی دو رکعتوں میں عموماً پڑھی جاتی ہیں یعنی قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد"

**سورۂ کافرون چوتھائی قرآن ہے**

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو سورتوں کی فضیلت کے سلسلہ میں اکثر ارشاد فرماتے تھے۔

نعم السورتان تعدل واحدۃ بربع القرآن والاخری بثلث القرآن۔

(ابن ابی شیبہ، امام احمدؒ، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن مردویہ، ابن الضریس، حاکم)

یہ دونوں سورتیں کیا ہی اچھی سورتیں ہیں۔ ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے تو دوسری ایک تہائی قرآن کے برابر" ایک اور صحابیؓ فرماتے ہیں :۔ سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا وعشرین مرۃ یقول نعم السورتان یقرأ بھما فی الرکعتین الاحد الصمد وقل یاایھا الکافرون۔ (مسند) یہ کلمات حضور سید السادات علیہ افضل الصلوات واتم التسلیمات سے میں نے بیس پچیس دفعہ سنے آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دو سورتیں بہت ہی اچھی سورتیں ہیں جو

دوگانوں میں عموماً پڑھی جاتی ہیں۔ ایک وہ جس کی ابتدا احد الصمد سے ہوتی ہے اور دوسری قل یا ایھا الکافرون"

## سورہ کافرون کے ربع قرآن ہونے کی توجیہ

سورۂ قل یا ایھا الکافرون کی تلاوت کا ثواب ربع قرآن کے برابر ہونے کے بارے میں کئی احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں جو حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہیں۔ اور مختلف کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امام فخرالدین رازیؒ نے اس کی توجیہ اس طرح فرمائی ہے: ان القرآن مشتمل علی الامر بالمامورات والنھی عن المحرمات وکل منھما اما ان یتعلق بالقلب وبالجوارح فیکون اربعۃ اقسام وھذہ السورۃ مشتملۃ علی النھی عن المحرمات المتعلقۃ بالقلب فتکون کربع القرآن۔ (تفسیر کبیر) قرآن کریم میں (جو احکام شرعیہ ہیں وہ) دو امور مہمہ پر مشتمل ہیں۔ کردنی کاموں کا حکم فرمایا گیا ہے اور ناکردنی کام (محرمات) سے منع فرمایا گیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک کا تعلق یا تو دل سے ہوگا یا جوارح (ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء ظاہرہ) سے۔ لہٰذا جملہ چار اقسام ہوئے جو ان کے منجملہ اس سورت شریفہ میں ان محرمات سے منع فرمایا گیا ہے جن کا تعلق دل سے ہے۔ اس اعتبار سے سورۂ کافرون قرآن کریم کی ایک چوتھائی کے برابر

ہوا۔" دوسرے علمائے کرام نے اس کے سوا اور توجیہات بھی فرمائی ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے۔ بہر حال جب حضور شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے باب اس سورت شریفہ کو ربع قرآن کے برابر فرمایا ہے تو اس پر یقین کر لینا چاہیئے خواہ وہ کسی وجہ سے ہو۔

**سورۂ کافرون پڑھنے سے شرک دور ہوتا ہے**

ایک معمر صحابیؓ فرماتے ہیں:۔ خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ فی سفر فمرّ برجل یقرأ قل یاَیھا الکافرون فقال امّا ھذا فقد بریٔ من الشرك واذا آخر یقرأ قل ھو اللہ احد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھا وجبت له الجنّة وفی روایة امّا ھذا فقد غفر له۔ (امام احمدؒ، ابن الضریس، بغوی، حمید بن زنجویہ)

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں ایک سفر میں نکلا تو (اثنائے راہ میں) آپ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو قل یاَیھا الکافرون پڑھ رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص شرک سے دور ہو گیا۔ اتنے میں ایک دوسرے شخص کے پاس سے آپ کا گزر ہوا جو قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا۔ اس سے یہ سن کر حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورت کریمہ کی بدولت اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ رہا یہ شخص اس کو تو بخش دیا گیا یعنی اس کی مغفرت ہو گئی۔"

## نوفل اشجعیؓ کا پابندی سے سورۂ کافرون پڑھنا

حضرت نوفل بن معاویہ اشجعیؓ فرماتے ہیں :—
قلت یا رسول اللہ انی حدیث عھد بشرك فمرنی بآیة تبرئنی من الشرك فقال اقرأ قل یاایها الکافرون قال فما اخطأها ابی من یوم ولا لیلة حتی فارق الدنیا۔
(سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ) میں نے عرض کیا اے خدا کے پیارے رسول! میں شرک سے ابھی ابھی نکل آیا ہوں لہذا مجھے کوئی ایسی آیہ کریمہ کی تلاوت کا حکم فرمائیے جس کی بدولت مجھے شرک سے بیزاری نصیب ہو۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا تم قل یاایها الکافرون کی سورت پڑھا کرو۔ (ان صحابی کے فرزند عبدالرحمن بن نوفل کا بیان ہے کہ) میرے والد ماجد نے کسی دن اسکی تلاوت ناغہ نہ کی۔ رات دن اس کو پڑھتے رہے تاآنکہ وہ دنیا سے رخصت ہوئے''

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں :— قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنوفل بن معاویة الاشجعی اذا اتیت مضجعك للنوم فاقرأ قل یاایها الکافرون فانك اذا قرأتها فقد برئت من الشرك (ابن مردویہ)
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوفل بن معاویہ اشجعیؓ سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے آؤ تو سورۂ کافرون پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ تم جب

اس کو پڑھ لوگے تو یقیناً شرک سے بیزار ہو جاؤ گے"

**سوتے وقت سورۂ کافرون پڑھنے کی ہدایت**

حضرت جبلہ بن حارثہؓ جو سابق الاسلام حضرت زید بن حارثہؓ کے بھائی ہیں فرماتے ہیں: —

قلت یارسول اللہ علمنی شیئاً اقوله عند منامی قال اذا اخذت مضجعك من اللیل فاقرأ قل یاایها الکافرون حتی تمر بآخرها فانها برآءة من الشرك۔ (امام احمد طبرانی) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجیے کہ میں اس کو اپنے سوتے وقت پڑھا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب تم رات کو اپنی خوابگاہ میں آجاؤ تو قل یاایها الکافرون کی سورت شریفہ کو اس کے ختم تک پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ سورت شریفہ شرک سے دور رکھنے اور اس سے بیزار رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی ہدایات حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت خباب بن ارتؓ کو بھی بطور خاص فرمائیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام طور پر تمام مسلمانوں سے فرمایا: — الا ادلکم علی کلمة تنجیکم من الاشراك باللہ تقرأون قل یاایها الکافرون عند منامکم۔ (ابویعلیٰ طبرانیؒ) کیا میں تم کو ایسا کلمہ (یعنی

مختصر سا وظیفہ) نہ بتلادوں جس سے تم کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے نجات ملے۔ (صحابہ کرام نے عرض کیا، کیوں نہیں ضرور اس کی نشاندہی فرمائیے) فرمایا وہ کلمہ سورۂ کافرون ہے جس کو تم سوتے وقت پڑھا کرو۔" حضرت خباب بن ارت رضی فرماتے ہیں: ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یأت فراشہ قط الا قرأ قل یا ایھا الکافرون حتی یختم۔ (بزار، طبرانی، ابن مردویہ) خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جب کبھی بستر مبارک پر رونق افروز ہوتے تو سورۂ کافرون اس کے ختم تک پڑھے بغیر آرام نہ فرماتے تھے۔"

## منافق سورۂ کافرون نہیں پڑھتا

حضرت عبداللہ بن جرار فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ۔

المنافق لا یصلی الضحی ولا یقرأ قل یا ایھا الکافرون۔ (دیلمی) منافق چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھتا اور نہ قل یا ایھا الکافرون کی تلاوت کرتا ہے۔" غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ منافقین صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھا کرتے ہیں اس لئے ان ہی نمازوں میں شریک ہوا کرتے ہیں جو مساجد میں باجماعت ادا ہوتی ہیں نفل نمازیں جیسی سنۃ الوضوء، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد وغیرہ جو گھر میں ادا کی جاتی ہیں ان کو نہیں پڑھا کرتے۔ کیونکہ ان کا مقصود اصلی

جو ریا کاری ہے وہ گھر میں پڑھی جانے والی نمازوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر نفل نمازوں میں سے نماز چاشت کی تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اوابین اور تہجد جو رات کو ادا کی جاتی ہیں ان کو کیا پڑھیگا۔ چاشت کی نماز جو دن چڑھے پڑھی جاتی ہے وہ تک کبھی ادا نہیں کرتا۔ اور سورہ کافرون میں چونکہ کفار اور ان کی عبادات سے بیزارگی کا اظہار ہے اور منافق کے دل میں کفر بھرا ہوا ہے اس لئے اسکو بھی کبھی نہیں پڑھیگا۔

## محاسبۂ آخرت سے بچنے میں سورۂ کافرون کا حصہ

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من لقی اللہ بسورتین فلا حساب علیہ قل یاایہا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔ (ابن مردویہ) جو کوئی شخص ان دو سورتوں کا تحفہ لیکر اللہ سبحانہ کے حضور میں حاضر ہو تو اس سے کسی قسم کا محاسبہ نہ ہوگا۔ ایک سورۂ کافرون اور دوسرا سورۂ اخلاص" رات کو سوتے وقت ان کی تلاوت کرتے ہیں ایک فائدہ عظیمہ یہ بھی ہے کہ اگر ان کو پڑھ کر سویا ہوا شخص اسی حالت میں قضا کر جائے تو یہ عظیم الشان دو سورتیں ایسی ہیں کہ ان کی برکت سے وہ بلا حساب وکتاب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟

حضرت ابومسعود انصاریؓ فرماتے ہیں:۔ من قرأ قل ھو اللہ احد و قل یاایھا الکافرون فی لیلۃ فقد اکثر و اطاب۔ (ابوعبید ابن الضریس)

جس کسی شخص نے رات میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کی اس نے بہت کچھ تلاوت کی اور بہت اچھا پاکیزہ عمل کیا۔ ان دو کی تلاوت' بہت کچھ تلاوت اس اعتبار سے کہ سورۂ اخلاص کا ثواب ثلث قرآن کے برابر ہے اور سورۂ کافرون کا ربع قرآن کے برابر۔ اور پاکیزہ اس اعتبار سے کہ دونوں سورتوں میں اخلاص عمل کی تعلیم ہے۔ واللہ اعلم۔

**بچھو کے زہر کے دفعیہ میں سورۂ کافرون کا حصہ**

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:۔ لدغت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقرب وھو یصلی فلما فرغ قال لعن اللہ العقرب لا تدع مصلیا ولا غیرہ ثم دعا بماء وملح وجعل یمسح علیھا و یقرأ قل یاایھا الکافرون وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس۔ (طبرانی)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عین نماز کی حالت میں بچھو نے کاٹ لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ خدا بچھو کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔ یہ تو نہ نماز پڑھتے ہوئے کو چھوڑتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو۔ پھر آپ نے پانی اور نمک

طلب فرمایا۔ اور ان دونوں کا آمیزہ اس حصہ پر ملنے لگے۔ اور سورۂ کافرون اور معوذتین پڑھتے رہے"۔ بچھو کی فطرت ہی یہ ہے کہ جو کوئی چیز اس کو چھولے تو فوراً وہ اپنی ڈنک مار دیتا ہے خواہ وہ چیز جاندار ہو یا بے جان۔ جیسا کہ حضرت سعدیؒ نے فرمایا: ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است     مقتضائے طبیعتش ایں است

لیکن اس حدیث شریف میں تعلیم یہ ہے کہ جہاں کہیں ضرر پہنچ جائے مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اس کے دفعیہ کی تدبیر اور علاج بھی کرے اور اپنے رب سے لو لگائے محض تدبیر اور علاج کو موثر نہ جانے۔ تاثیر حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے اقتدار میں ہے۔

### سفر سلامتی سے ختم ہونے میں سورۂ کافرون کا سلسلہ

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں:۔ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحب یا جبیر اذا خرجت سفرا ان تکون امثل اصحابک ھیئۃ واکثرھم زادا قلت نعم بابی انت وامی قال فاقرأ ھذہ السور الخمس قل یا ایھا الکافرون و اذا جاء نصر اللہ والفتح و قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس وافتتح کل سورۃ ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم واختتم قراءتک ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضور رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جبیر! کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ جب تم کسی سفر کیلئے

نکلو تو تم بھی اپنے ساتھیوں کی طرح اچھی حالت میں رہو اور تمھارا زادِ راہ اور ساز و سامان ان سے زیادہ ہو تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا پھر تو تم ان پانچ سورتوں کو پڑھ لیا کرو۔ سورۃ کافرون سورۃ نصر، سورۃ اخلاص اور معوذتین۔ ان میں سے ہر سورت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع کرو اور قرأت کے ختم پر بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو۔" **فقیر عرض کرتا ہے** کہ ہر سورت کے آغاز پر بسم اللہ پڑھنا تو ظاہر ہے کہ ایک سورت کا امتیاز دوسری سورت سے ہونے کے لئے ہے لیکن پانچوں سورتوں کے ختم ہونے پر بھی بسم اللہ پڑھنا اسلئے ہے کہ اس کے بعد سفر کا آغاز ہوگا لہذا سفر کی ابتدا بھی بسم اللہ کے ساتھ ہو اور بسم اللہ شریف کی برکت سے پورے سفر میں خیر و برکت رہے۔

**حضرت جبیرؓ کا تجربہ** | قال جبیرؓ وکنت غنیا کثیر المال فکنت اخرج فی سفر فاکون من ابذھم ھیئۃ واقلھم زادا فما زلت منذ علمنیھنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرأت بھنّ اکون من احسنھم ھیئۃ واکثرھم زادا حتی ارجع من سفری۔ (ابو یعلی) جبیرؓ کا بیان ہے کہ میں تونگر تھا اور میرے پاس مال بھی بہت تھا لیکن میں سفر کے لئے نکلتا تو تمام ساتھیوں کے لحاظ سے میری ہیئت بالکل گری ہوئی معمولی سی ہوتی تھی۔ اور میرا ساز و سامان بھی ان کے

مقابلے میں کمتر ہوتا۔ جب سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان سورتوں کی تعلیم دی اور میں ان کو پڑھنے لگا تو میری ہیئت بھی اُن سب سے اچھی ہوتی اور میرا ساز و سامان بھی ان سب کے نظر کرتے زیادہ رہتا۔

**عرض فقیر** فقیر عرض کرتا ہے کہ اس حدیث شریف میں تعلیم یہ ہے کہ نادار شخص اگر معمولی گری ہوئی ہیئت پر سفر کے لئے نکلے اور بے سرو سامانی میں سفر کرے تو اس کے لئے عیب نہیں۔ سامان سفر اور زادِ راہ اس کو میسر ہی نہیں تو وہ کہاں سے لائے۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست — فقیر کی جہاں کہیں بھی شام ہو گئی اسی مقام کو وہ مہمان سرائے سمجھ لیا اور وہیں سو رہا۔ مگر ایک شخص ایسا ہے جو اللہ کے فضل سے سب کچھ رکھتا ہے وہ بھی اگر نادار اور مفلوک الحال کی طرح سفر کرے تو یہ کنجوسی اور امساک طبع کی صورت ہو گی جس کو پسندیدہ طریقہ نہیں خیال کیا جائیگا۔ بلکہ شکر نعمت کے مدنظر خوش حال لوگوں کی طرح سفر کرنا ہوگا، سواری، خادم، زادِ راہ، سب کچھ ساتھ لینا اور جہاں جہاں پہنچیں کھلاتے کھلاتے، دیتے دلاتے رہنا چاہیے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں: —

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست — ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ آپ کہہ دیجئے اے منکرو! میں نہیں عبادت کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم پوجتے ہو جس کی میں پرستش کرتا ہوں۔ اور نہ مجھ کو اس کی عبادت کرنی ہے جس کو تم پوجتے آئے ہو اور نہ تم کو پوجنا ہے جسکی میں پرستش کرتے آیا ہوں۔

## قریش کی ترغیب اور اس کی شرط

سیدنا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ان قریشا دعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان یعطوہ مالا فیکون اغنی رجل بمکۃ ویزوجوہ ما اراد من النساء فقالوا ھذا لک یا محمد وکف عن شتم آلھتنا ولا تذکر آلھتنا بسوء۔

کفار قریش نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کی دعوت اور ترغیب دی کہ وہ سب مل کر آپ کو اتنے مال کا پیش کش کریں گے کہ آپ مکہ کے تمام لوگوں کے مقابلے میں غنی ترین شخص ہو جائیں۔ نیز آپ جو اور جتنی عورتیں چاہیں ان کا آپ کے ساتھ

نکاح کر دیں گے۔ پھر یہ بھی کہا کہ یہ سارا مال اور یہ تمام عورتیں آپ کی ہو جائیں گی (صرف اس ایک شرط پر کہ) آپ ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دیں۔ اور ہمارے معبودوں کا ذکر کبھی بھی برائی سے نہ کریں "

**دوسری متبادل شرط** فان لم تفعل فانا نعرض علیک خصلۃ واحدۃ ولک فیہا صلاح قال ما ھی قالوا تعبد آلھتنا سنۃ و نعبد الٰھک سنۃ قال حتی انظر ما یأتینی من ربی۔ پھر اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو ہم اور ایک بات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس میں آپ کے لئے ہر طرح سے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ حضور نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ قریش نے کہا کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کرتے رہیں اور ایک سال تک ہم آپکے معبود کی پرستش کرتے رہیں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا (کہ میں بطور خود نہ تو کچھ کرتا ہوں اور نہ کچھ کہتا) میں اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کروں گا کہ وہاں سے مجھے کیا حکم ہوتا ہے؟

**سورۂ کافرون اور چند آیات کا نزول** فجاء الوحی من عند اللہ قل یآیھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون الایۃ وانزل اللہ قل افغیر اللہ تأمرونی اعبد ایھا الجاھلون الی قولہ الشاکرین۔ (ابن جریر

ابن ابی حاتم، طبرانی) اس کے بعد کی آیات کریمہ یہ ہیں: ۔ ولقد اوحی الیک والی الذین

من قبلك لئن اشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين بل الله

فاعبد وكن من الشاكرين۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے پاس سے فوراً یہ وحی آئی یعنی

سورۂ کافرون نازل ہوا اور ساتھ ہی یہ آیات کریمہ بھی آپ پر نازل ہوئیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

آپ فرما دیجئے کہ اے جاہلو! کیا تم مجھ سے یہ فرمائش کرتے ہو کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو

چھوڑ کر میں کسی غیر اللہ کی پرستش کیا کروں۔ حالانکہ (اے نبی کریم!) حکم بھیجا گیا ہے

آپ کو اور آپ سے پیشتر کے تمام انبیاء و مرسلین کو کہ اگر (ہماری عبادت میں) کسی کو

شریک کروگے تو تمہارے سارے اعمال ضائع کر دئے جائیں گے اور بالضرور تم سب

نقصان اٹھانے والوں میں شمار کئے جاؤگے۔ بلکہ صرف خدائے واحد ہی کی عبادت

کئے جایئے اور اس طریق عبادت سے شکر گزار بندوں میں جا شامل ہو جیئے۔"

**تیسری متبادل شرط** حضرت ابن عباسؓ ہی کی دوسری روایت یوں ہے: ۔

ان قريشا قالت لو استلمت آلهتنا لعبدنا الهك فانزل الله قل يا

ايها الكافرون السورة كلها۔ (عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ) قریش نے حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرمائش بھی کی کہ اگر آپ ہمارے معبودوں کا استلام کریں

(یعنی ان کو اپنا ہاتھ لگا کر اس ہاتھ کا بوسہ لے لیں) تو ہم آپ کے خدا کی عبادت

کرتے رہیں گے" بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے جب بتوں کی پرستش سے بھی انکار فرمایا تو یہ تیسری صورت پیش کی ہوگی کہ اگر آپ ہمارے معبودوں کی پرستش بھی نہیں کرنا چاہتے تو کم از کم اتنا ہی کیجئے کہ ہمارے بتوں کو ہاتھ سے چھو کر اپنے ہی ہاتھ کا بوسہ لے لیجئے۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟ اس پر سورۂ کافرون نازل ہوا جس میں یہ اعلان ہے کہ جن کی عبادت تم اس وقت کر رہے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور میں جس کی عبادت کر رہا ہوں اس کی عبادت تم نہیں کر سکتے (کیونکہ علم الٰہی میں مقرر ہو چکا ہے کہ وقت آخر تک تم اپنی عادت پر جمے رہو گے) اور ماضی میں بھی تم جنکی عبادت کرتے آئے ہو میں نے کبھی ان کی عبادت نہیں کی ہے۔ اور نہ مستقبل میں تم سے یہ توقع ہے کہ میں جس کی عبادت میں ہوں تم اس کی عبادت کرو گے اور مجھ سے بھی کبھی یہ توقع نہ رکھنا کہ تم جن کی عبادت میں مشغول ہو میں کبھی ان کی عبادت کروں گا" رہا بتوں کا استلام کہ ان کو ہاتھ لگا کر چوم لوں۔ یہ بھی عبادت کے سلسلہ کی چیز ہے لہذا مجھ سے کبھی بتوں کا استلام بھی نہ ہو سکیگا۔

**مخاطب کفار کے نام** حضرت سعید بن میناؓ کی روایت میں ان کفار کے ناموں کی صراحت بھی ہے جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی ترغیب دی تھی چنانچہ ان کا بیان ہے :۔ لقی الولید بن المغیرۃ والعاصی بن وائل والاسود ابن المطلب وامیۃ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا محمد فلنعبد ما تعبد و تعبد ما نعبد ولنشترک نحن وانت فی امرنا کلہ فان کان الذی نحن علیہ اصح من الذی انت علیہ کنت قد اخذت منہ حظا وان کان الذی انت علیہ اصح من الذی نحن علیہ کنا قد اخذنا منہ حظا فانزل اللہ قل یا ایھا الکافرون ...... حتی انقضت السورۃ۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری) ولید بن مغیرہ، عاصی بن وائل، اسود بن مطلب اور امیہ بن خلف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر کہنے لگے۔ محمد! آپ جس کی عبادت کیا کرتے ہیں ہم کو بھی اس کی عبادت کرنی چاہئے اور ہم جس کی عبادت کرتے ہیں آپ بھی اس کی پرستش کیا کریں اور اس امر میں ہم اور آپ سبھی ایک دوسرے کے شریک حال رہا کریں اس میں یہ فائدہ ہے کہ ہم جس عقیدے اور خیال پر قائم ہیں اگر فی الواقع یہی صحیح ہو اس عقیدے اور خیال کے مقابلے میں جس پر آپ قائم ہیں تو آپ کو ہمارے

صحیح تر عقیدہ کا حصہ مل جائے گا۔ اور اگر یہ بات ہو کہ آپ جس عقیدے اور خیال پر قائم ہیں وہی صحیح تر ہو اس عقیدے اور خیال کے مقابلے میں جس پر ہم قائم ہیں تو ہم کو بھی آپ کے صحیح تر عقیدے اور خیال سے بہرہ مل جائے گا۔ اس پر پورا سورۃ کافرون نازل ہوا۔" بعض مفسرین کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ مذکورہ کفار کیساتھ ابوجہل بن ہشام، اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس وغیرہ مشہور کفار بھی شریک تھے۔ اس صورت میں یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ کا خطاب ان مخصوص کفار سے ہوگا۔ عام کفار اس کے مخاطب نہ ہوں گے۔ مگر

**یا ایہا الکافرون کا خطاب عام ہے**

اصول فقہ کا ایک مشہور مسلمہ مسئلہ ہے:۔ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب، نصوص شرعیہ میں اعتبار لفظ کے عموم کا ہوا کرتا ہے۔ سبب خاص کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یعنی کوئی حکم کسی شخص خاص کو کسی سبب خاص کے موقع پر دیا گیا تھا تو وہ حکم مخصوص طور پر اس شخص خاص کی حد تک محدود نہیں رہیگا بلکہ وہ سبب خاص جہاں کہیں پایا جائے خواہ وہ شخص ہو یا اشخاص۔ اور خواہ کسی زمانے میں اور کسی جگہ بھی پایا جائے ان سب سے وہ حکم متعلق ہوگا۔ اس اصل شرعی کے لحاظ سے یا ایہا الکافرون کا خطاب بھی مذکورہ بالا اشخاص کی ذات تک محدود نہ ہوگا بلکہ تمام کفار

کے لئے عام خطاب ہوگا اور جملہ کفار اس کے مخاطب ہوں گے جب کبھی بھی وجہاں کہیں بھی ایسی صورت رونما ہو۔ اور یہی صحیح ہے۔

**حضور انور کا اعلان مجمع قریش میں**

تفسیر روح البیان اور روح المعانی میں ہے:— فخدا صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الحرام وفیہ الملأ من قریش فقام علیہ الصلاۃ والسلام علی رؤسھم فقرأھا علیھم فأیسوا۔ یعنی جب سورۂ کافرون نازل ہوا تو حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں صبحدم تشریف لے گئے جہاں اکابر قریش کی ایک جماعت پہلے ہی سے اپنی عادت کے مطابق موجود تھی۔ آپ یکہ وتنہا بنفس نفیس ان کے مجمع میں چلے گئے۔ اور برملا ان کے سامنے کھڑے ہو کر علی الاعلان سورۂ کافرون اول سے آخر تک پڑھ سنایا۔ اور ان کو مخاطب کرکے فرمایا:—

اے کافرو! اور منکرو!! (میں علی الاعلان برملا کہہ دیتا ہوں کہ) میں زمانہ حال میں پرستش نہیں کرتا اور نہ مستقبل میں کبھی پرستش کروں گا اس کی جس کی پرستش تم کر رہے ہو اور نہ تم زمانہ حال میں پرستش کرتے ہو نہ زمانہ مستقبل میں کبھی پرستش کروگے اسکی جس کی پرستش میں اب کر رہا ہوں یا کروں گا۔ اور نہ میں پرستش ماضی میں کرتا آیا ہوں اسکی جس کی پرستش تم ماضی میں کرتے آئے ہو اور نہ تم ماضی میں پرستش کرتے آئے ہو اس کی

جس کی پرستش میں کر رہا ہوں"

## خطاب خاص کی صورت میں سورے کا ترجمہ

سورۂ کافرون کا یہ ترجمہ اس اعتبار سے ہوا جبکہ یا ایہا الکافرون کا خطاب ان مخصوص کفار سے ہو جنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں مصالحت کی شرط پیش کی تھی جن کے چند نام اوپر گنا دئے گئے اور جن کی نسبت علم الٰہی میں یہ طے ہو چکا تھا کہ کفار کے یہ سرغنے کبھی ایمان نہ لائیں گے اور کفر و عناد پر ہی ان کا خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشین گوئی اس مخصوص جماعت کفار کو مجمع عام میں علی الاعلان سنا دی اور ہوا بھی ایسا کہ ان میں کا ایک ایک شخص حالت کفر پر ہی اس دنیا سے رخصت ہوا۔ کوئی تو میدان جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور کوئی اپنی موت مرا مگر نہ اسلام قبول کیا اور نہ مسلمان جس طرح خدائے واحد کی پرستش کرتے ہیں ان میں سے کسی کو خدائے واحد کی پرستش کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ اس طرح حضور اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہو کر رہی۔

## یا ایہا الکافرون سے خطاب کرنے کی وجہ

دوسری چیز یہاں قابل ملاحظہ یہ ہے کہ کفار سے خطاب دوسرے مقامات پر مختلف طریقوں سے آیا ہے۔

مثلاً یا ایہا الناس۔ اے لوگو!۔ یا ایہا الملأ۔ اے جماعت!۔ یا قوم۔ اے میری قوم! یا ایہا الذین کفروا۔ اے وہ لوگو جو کفر اختیار کئے ہوئے ہو یا کفر کی راہ چل رہے ہو۔ وغیرہ۔ اس قسم کے طرز خطاب میں کسی نہ کسی طرح سے لینت وملائمت پائی جاتی ہے جس جس موقع پر یہ طرز خطاب اختیار فرمایا گیا ہے وہاں ضرورت بھی اسی قسم کی داعی تھی تاکہ کسی نہ کسی طرح ان کو اپنی طرف یعنی راہ حق کی طرف مائل کیا جائے لیکن جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ کفار کو دعوت حق دیجانے کی بجائے کفار خود دعوت باطل دینے لگیں اور اہل حق کو باطل کی طرف بلانا شروع کر دیں تو ایسی حالت میں کسی قسم کی لینت وملائمت ان کے ساتھ اختیار کرنا سخت مضرت رساں ہے۔ اس نوبت پر ضرورت اور شدید ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو سختی کے ساتھ جھڑک دیا جائے اور کفار جو محبت کا ہاتھ بڑھا رہے ہوں اس کو شدت کے ساتھ جھٹک دیا جائے تاکہ پھر کبھی ان کو ایسی جرأت اور ہمت نہ ہو۔ وہ موقع یہی تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ الٰہی سے یہی حکم ہوا:—

قل یآ ایہا الکافرون۔ آپ صاف صاف فرما دیجئے کہ اے کافرو اے منکرو! حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر الٰہی کے پہنچنے کے بعد ذرا بھی تامل تردد اس حکم کو اسی طرح پہنچا دینے میں نہ ہوا۔ آپ روز روشن میں کفار کے بھرے مجمع میں یکہ و تنہا

بلا شرکت احدے بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ اور ان کے سر پر کھڑے ہو کر ڈانٹتے ہوئے للکار کے فرمادیا۔ اے کافرو! اے منکرو! اس سے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت مردانہ اور شجاعت بے پایاں کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ جوہر گرانمایہ بھی آپ کی ذات اقدس و اعلیٰ میں کس درجہ ودیعت تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کو آئندہ کے لئے مایوسی ہوگئی اور صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ کسی صورت میں اور کسی قیمت پر کفر و توحید میں مصالحت ممکن نہیں ۔ اور نہ یہ دو متضاد خیالات و اعتقادات ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں ۔

## خطاب عام کی صورت میں سورے کا ترجمہ

جس صورت میں کہ یاایھا الکافرون کا خطاب کفار کی اس جماعت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام کفار سے خطاب عام مراد لیا جائے اس سورت کریمہ کے معنی یہ ہوں گے :۔ اے نبی کریم! آپ تمام کفار سے بلا تخصیص احدے یہ فرما دیجئے کہ میں کبھی پرستش نہیں کروں گا اس کی جس کی تم زمانہ حال میں پرستش کر رہے ہو۔ اور تم جس کی پرستش زمانہ حال میں کر رہے ہو میں اس کی پرستش نہ زمانہ حال میں کر رہا ہوں نہ آئندہ کروں گا۔ اور نہ ماضی میں میں نے کبھی اس کی پرستش کی ہے جس کی پرستش ماضی میں تم نے کی ہے ۔ اور نہ تم زمانہ حال میں اس کی پرستش کر رہے ہو جس کی پرستش زمانہ حال میں اسوقت کر رہا ہوں

یا آئندہ کرتا رہوں گا۔ (رہی یہ بات کہ زمانۂ آئندہ میں تم کس کی پرستش کروگے اس کا خدائے بزرگ و برتر ہی علیم ہے کہ کون تم میں سے آئندہ بھی کفر و شرکت پر اڑا رہیگا۔ اور کون تم میں سے باطل پرستی چھوڑ کر حق پرستی پر آجائے گا؟ میں اس وقت کچھ بتا نہیں سکتا۔)

**طلبہ علوم عربیہ دینیہ سے خطاب کہ تاکید سے تاسیس اولیٰ ہے**

سورۂ کافرون کے یہ دونوں ترجمے جو خطاب خاص اور خطاب عام سے متعلق عرض کیے گئے یہ اس اعتبار سے ہیں کہ یہاں ارشاد باری تعالیٰ ولا انتم عابدون ما اعبد جو دو دفعہ آیا ہے جس سے بظاہر تاکید و تکرار معلوم ہوتی ہے لیکن لا اعبد ما تعبدون اور ولا انا عابد ما عبدتم میں تعبدون صیغہ حال و استقبال اور عبدتم صیغہ ماضی کے نظر کرتے، جن میں سے ہر ایک کے بعد ولا انتم عابدون ما اعبد وارد ہوا ہے۔ ہر ایک کے معنی اس کے ماقبل صیغہ کا زمانہ بدلا ہوا ہونے کی وجہ سے بدل جائیں گے۔ اور معنی میں تکرار نہ ہوگی، نہ معنی سابق کی تاکید مراد ہوگی۔ بلکہ تعبدون اور عبدتم کے لحاظ سے ہر ایک ولا انتم عابدون ما اعبد کے معنی جدا جدا ہوں گے۔ اور ہر ایک سے جدید فائدہ حاصل ہوگا۔ علم معانی میں بتایا گیا ہے کہ جہاں تاکید و تاسیس دونوں کا احتمال ہو وہاں تاکید کے مقابلے میں

تاسیس کو ترجیح ہوگی۔ تاکہ کلام مکرر سے ایک ہی معنی تک فائدہ محدود نہ ہو بلکہ ہر ایک سے جداگانہ فوائد حاصل ہوسکیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایک فائدے کے مقابلے میں جہاں دو فائدے حاصل ہوں دو کو ایک پر ترجیح ہے۔ اس لئے ہم نے ترجمے میں اسی صورت کو اختیار کیا ہے۔

**یہاں تاکید مراد ہونے کی توجیہ** بعض مفسرین کرام نے فرمایا کہ یہاں تاکید و تکرار ہی مراد ہے۔ عرب کی عادت تھی کہ جس امر پر ان کو زور دینا مقصود ہوتا تو ایک ہی بات کو دو دو تین تین دفعہ کہتے تا معلوم ہو کہ اس بات پر متکلم کو اصرار ہے اس کے سوا دوسری بات منظور نہیں۔ اس کے پیش نظر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی یہاں تاکیدی طرز خطاب اختیار فرمایا ہے تاکہ کفار قریش کو صاف صاف معلوم ہو جائے کہ عبادت کے باب میں ان کے ساتھ مصالحت کسی صورت میں اور کسی قیمت پر ممکن نہیں۔ دعوت توحید اور دعوت حق علی الاعلان ہمیشہ دیجاتی رہیگی اور باطل کو کبھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ خواہ اس کے عواقب و نتائج کچھ ہی برآمد ہوں۔ کفار اس کے مقابلہ میں کتنی ہی تکالیف اور ایذائیں پہنچاتے رہیں اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ یہ امر مسلم و محقق ہے کہ آخر کار حق کی فتح ہوگی اور باطل کی ساری قوتیں نیست و نابود ہو کر رہینگی۔ ان مفسرین کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسی تاکیدی تکرار قرآن کریم اور احادیث شریفہ

نیز محاورات عرب میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً القارعۃ ما القارعہ وما ادرٰلک ما القارعہ' نیز الحاقّہ ما الحاقّۃ' وما ادرٰلک ما الحاقّۃ اسی طرح انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰلک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر میں القارعۃ' والحاقّۃ اور لیلۃ القدر کی تکرار تین تین دفعہ فرمائی گئی ہے اور فبای آلاء ربکما تکذّبان اور ویل یومئذ للمکذبین کی تکرار تو اس سے بھی کئی گنا زائد دفعہ آئی ہے۔ **فقیر عرض کرتا ہے** یہ تفسیر بھی بجائے خود درست اور صحیح ہے۔ کلام صحت میں نہیں۔ اولویت میں ہے۔ واللہ اعلم۔

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ع تمہارے لئے تمہارا دین' اور میرے لئے میرا دین'' 109-6

دین کی تفسیر دین کی تفسیر میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے لفظ دین کا ترجمہ دین ہی لکھا دوسرے کسی لفظ کے ذریعہ ترجمہ نہیں کیا تاکہ ہر قول کے اعتبار سے یہ ترجمہ بجائے خود درست رہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دین سے مذہب وملت مراد لی جائے اس لحاظ سے ترجمہ یہ ہوگا کہ تمہارے لئے تمہارا مذہب و ملت اور میرے لئے میرا مذہب وملت۔ ابتدائے اسلام میں جبکہ دین اسلام ضعیف اور

مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں نہایت ہی قلیل تھی اور مسلمان کمزور تھے یہ حکم تھا

ہجرت کے بعد اللہ سبحانہ نے جب اسلام کو قوت دی اور مسلمان کفار کی مدافعت پر بفضلہ

تعالیٰ قادر ہوئے تو حکم ہوا:۔ قاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ

کافروں سے لڑتے رہو تا آنکہ ان کے ہاتھوں مبتلائے مصیبت ہونے کا اندیشہ باقی

نہ رہے اور دین خالصاً للہ ہو جائے" کسی کا خوف و ہراس دین کے باب میں

نہ رہنے پائے۔ نیز اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ مشرکین کو قتل کئے جاؤ

جہاں بھی ان کو پاؤ" جبکہ وہ دین کے بارے میں مسلمانوں سے برسرپیکار رہوں۔ یہ اور

اسی مضمون کی دیگر آیات کریمہ سے جن کو آیات السیف کہا جاتا ہے۔ آیۂ لکم دینکم

ولی دین منسوخ ہو گئی۔ ارشاد خداوندی ہے:۔ انّ الدین عند اللہ الاسلام

اللہ سبحانہ کے پاس صرف اسلام ہی دین کہلانے کا مستحق ہے۔ اور یہ بھی حکم ہے:۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ اور جو کوئی دین اسلام کے

سوا کوئی دوسرا دین اختیار کرے اس کو ہرگز قبول و منظور نہیں کیا جائے گا"

**لکم دینکم ولی دین سے ایک مسئلہ کا استنباط**

قال ابو اللیث وفیھا دلیل علی ان الرجل اذا رأی منکرا وسمع قولا منکرا فانکرہ ولم یقبلوا

منہ لا یجب علیہ اکثر من ذلک انما علیہ مذھبہ وطریقہ وترکھم

علی مذھبھم وطریقھم (روح البیان) فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ لکم دینکم ولی دین میں اس امر کی رہنمائی ہے کہ اگر انسان کوئی برا کام دیکھے یا کوئی بری بات سنے پھر اس کی برائی اس پر ظاہر کردے مگر وہ لوگ اس کی نصیحت نہ مانیں تو نصیحت کرنے والے پر اس سے زیادہ اور کوئی چیز واجب نہیں۔ نصیحت کرنے والا اپنے مذہب اور اپنے طریقہ پر قائم رہے اور ان لوگوں کو ان کے مذہب اور ان کے طریقہ پر چھوڑ دے اس اعتبار سے یہ آیہ کریمہ منسوخ نہیں سمجھی جائے گی۔ کیونکہ یہ حکم شرع شریف میں موجود ہے نیز حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ (مسلم شریف) تم میں سے جو کوئی کسی بری بات کو دیکھے تو اپنے ہاتھ سے اس کی اصلاح کردے۔ پھر اگر یہ اس سے نہ ہوسکے تو اپنی زبان سے اسکو ٹوک دے۔ پھر اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس کو اپنے دل سے برا جانے۔ اور یہ (تیسری صورت) ایمان کا ضعیف تر درجہ ہے" اگر کوئی اس کو دل سے بھی برا نہ جانے تو اس نوبت پر اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اصلاح کردینا حکام کا فریضہ ہے کہ وہ اقتدار رکھتے ہیں اور زبان سے منع کرنا علمائے کرام کے فرائض میں داخل ہے اور دل سے برا جاننا عام مسلمانوں کے حق میں ہے۔ اور دل سے بھی برا نہ جاننا

اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

**دین کے دوسرے معنی** دین کے دوسرے معنی جزا کے ہیں۔ ارشاد باری ہے :—

مالك يوم الدين۔ یعنی اللہ سبحانہ تعالی روز جزا کا مالک ہے۔ اس اعتبار سے لکم دینکم ولی دین۔ کے معنی یہ ہونگے : تم کو تمہاری جزا اور میرے لئے میری جزا "
یعنی انسان دنیا میں جو کچھ کرتا ہے اس کی جزا مقرر ہے۔ اچھا کام ہو تو اچھی جزا اور اگر برا ہو تو اس کی بری جزا۔ مطلب یہ ہو گا کہ اے کافرو! تم جو کچھ کرو گے اس کی جزا تم کو مل کر رہیگی اور میں جو کچھ کروں اس کی جزا مجھے ملیگی۔ تمہارے عمل کی جزا مجھ کو نہیں مل سکتی اور میرے عمل کی جزا تم کو نہیں ملیگی۔ اب غور کر لو کہ اگر تم برا کرو گے تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تم کو تیار رہنا پڑیگا۔ یہ ایسی کھلی حقیقت ہے کہ اس کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اب تم جانو اور تمہارا عمل کیونکہ معبود حقیقی وہی ہے جس نے پیدا کیا۔ بتوں کو یہ استحقاق حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ کائنات کا ایک ذرہ بھی ان کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کسی انسان کو پیدا کرتے۔ بلکہ بت کی جو صورت گری ہوئی وہ خود کسی انسان کا عمل ہے لہذا انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ کسی کے آگے کیونکر جھک سکتا ہے ؟ نیز کفار کی عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ وہ برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ اور بحالت طواف سیٹیاں بجاتے اور تالیاں ٹھونکتے تھے۔ یہ بھی کوئی عبادت ہوئی ؟ بخلاف اس کے دین مقدس

اسلام میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ یہ کہ لا تعبدوا الا اللّٰہ ۔ "اللہ کے سوا کسی کی
عبادت نہ کرو" اور عبادت کے لئے ستر عورت، طہارت جسم، طہارت جامہ، طہارت
مقام عبادت، وقت، نیت، توجہ الی الکعبہ، یکسوئی، خشوع وخضوع، قیام، حمد وثنا
قرأت، رکوع وسجود، تسبیح وتحمید، تحیات، درود، دعا وغیرہ لوازم جن میں بعض شروط
ہیں اور بعض ارکان جو فرائض ہیں۔ بعض واجبات وسنن اور مستحبات وآداب
یہ ہے اسلامی عبادت۔ لہٰذا اسلام اور کفر میں مصالحت کیونکر ممکن ہوسکتی ہے؟ یہی سبب
ہے کہ کفار کو جواب صاف دے دیا گیا۔ اور یہی جواب قیامت تک کے لئے ہے۔

**دین کے دیگر معانی** بعض مفسرین کرام نے دین کے معنی حساب کے لئے ہیں
کیونکہ جزا دینے سے پہلے آخرت میں ہر ایک سے ہر امر کا حساب لیا جائے گا۔ روز قیامت کو
جس طرح یوم الدین کہا گیا ہے یعنی جزا کا دن۔ اسی طرح یوم الحساب بھی فرمایا
گیا ہے یعنی حساب لئے جانے اور محاسبہ کرنے کا دن۔ اس صورت میں آیۂ کریمہ کے معنی یہ ہونگے
"تمھارے لئے تمھارا حساب اور میرے لئے میرا حساب"۔ نیز مفسرین کرام نے دین کے
مختلف معانی لکھے ہیں۔ جو بجائے خود درست ہیں۔ ان صورتوں میں آیۂ کریمہ لکم
دینکم ولی دین کو منسوخ ماننے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کسی آیت کو منسوخ قرار دینا
اس وقت ہے جب کہ اس کو منسوخ کہنے کے سوا چارہ نہ ہو اور جب تک ایسی مجبوری

نہ لاحق ہو خواہ مخواہ کسی آیت کو منسوخ نہیں کہا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

---

سورۂ کافرون کی تفسیر ختم ہوئی۔ وللہ الحمد۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم
علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

---